یوں کہیے کہ مغربی یورپ تک محدود ہے۔ گویا وہ ہم کو یہ بتاتا ہے کہ یورپ کے سیکولر سماج میں مذہبی موسیقی کیوں از سر نو مقبول ہو رہی ہے اور اس سماج کے مختلف طبقے کیوں اس پر دوبارہ توجہ دینے لگے ہیں۔ اپنی سکالرشپ اور مذہبی تفکر نیز یورپ کے منتخب موسیقاروں اور مسیحی علماؤں کے انٹرویوز کی بنیاد پر جوناتھن آرنلڈ کا کہنا ہے کہ مذہبی موسیقی کی الٰہیاتی اور روحانی کیفیت سیکولر سماج میں بھی دلوں اور ذہنوں کو متوجہ کر رہی ہے۔

سفر العشق سیف الملوک میاں محمد بخش

مرتب: محمد اسمٰعیل چیچی

ناشر: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ریسرچ سینٹر، گورنمنٹ کالج میر پور، آزاد کشمیر

تبصرہ: احسان اللہ طاہر۔ ترجمہ: رانا منصور امین

میاں محمد بخش (1830-1907ء) کا شمار پنجابی کلاسیکی روایت کے آخری شعراء میں ہوتا ہے۔ اُنھوں نے پنجابی زبان میں کئی چھوٹے، بڑے قصے بطور تصنیف اپنی یادگار چھوڑے مگر ان کی تصنیف سفر العشق المعروف سیف الملوک پنجابی زبان کے ادبی سرمایہ میں منفرد مقام رکھنے والا ایک لازوال اضافہ ہے۔ پنجابی ادب کے ساتھ کچھ پرانے ''اصلی اور بڑے نقادوں اور محققوں'' نے کچھ اس طرح کی زیادتیاں روا رکھیں کہ اجالوں کو اندھیروں میں بدل دیا۔ اندھیرے بھی ایسے کہ جن کی سیاہی میں روشنی کی کرن تلاش کرتے ہوئے کچھ مخلص لوگوں نے اپنی تمام تر تخلیقی توانائیاں صرف کر دیں۔ اگر اپنی ماں بولی سے پیار کرنے والے یہ دانشمند لوگ اپنی ان تخلیقی دلچسپیوں کو پنجابی لسانیات، پنجابی گرائمر اور اس کے اصول اور مختلف نثری اصناف کی جانب مبذول کرتے تو آج پنجابی زبان کا دامن نت نئی اصناف اور تحریروں سے مالا مال ہوتا۔ مگر ابتدائی طور پر متن کی چھان بین اور درستی فنی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سرانجام دینا بھی اہم فریضہ تھا، جسے کئی لوگوں نے ادا کرنے کی کوشش کی اور کامیاب ہوئے۔

ان لوگوں میں ایک نام گجرات شہر سے تعلق رکھنے والے محقق چودھری محمد اسمٰعیل چیچی کا بھی ہے۔ اُنہوں نے میاں محمد بخش کی مایہ ناز تصنیف سفر العشق المعروف سیف الملوک کو متن کی تحقیق کے جدید اصولوں اور کہانی میں موجود کرداروں کو پیش نظر رکھ کر کچھ اس طرح سے مرتب کیا ہے اور کچھ ایسی باتیں بیان کی ہیں کہ ان کی کہی ہوئی باتوں کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے۔

چودھری محمد اسمٰعیل چیچی نے ''سیف الملوک میں شعری بے ضابطگیاں اور معنوی تضادات'' کے عنوان سے ایک بھرپور علمی وتحقیقی دیباچہ بھی لکھا ہے۔ یہ دیباچہ تحقیق کے کچھ نئے اصولوں کو ہمارے سامنے لاتا ہے۔ چودھری محمد اسمٰعیل نے بارہ کتابوں کو سامنے رکھ کر سیف الملوک کے اس نسخہ کو درست کیا ہے۔ اُنہوں نے ان بارہ کتابوں کو دو گروپوں میں تقسیم کیا ہے۔ اُنہوں نے ایک گروپ کو (الف) اور دوسرے گروپ کو (ب) کا نام دیا ہے اور ان کے مطابق گروپ الف کی کتابوں میں کتابت کی اغلاط ہیں جبکہ گروپ ب میں شامل سیف الملوک کے نسخوں میں متن کی اغلاط ہیں۔ گروپ ب میں شامل سیف الملوک کے نسخوں کو مرتب کرنے والوں یا ترجمہ کرنے والوں میں ہمارے کئی معتبر نام شامل ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، اقبال صلاحؔ الدین، سید سبط الحسن ضیغم، محمد شریف صابر، میاں ظفر مقبول اور انور مسعود وغیرہ۔ چودھری محمد اسمٰعیل چیچی نے متن، املاء یا کتابت کی غلطیوں کو درست کرتے ہوئے جو جواز مہیا کیا ہے وہ اپنی جگہ بہت معتبر ہے۔ اس حوالہ سے اُنہوں نے بطور نمونہ دو اشعار دیے ہیں اور ساتھ ہی ان کی بحث کو بھی ہم دیکھتے ہیں:

میرے نالوں ہر کوئی بہتر میں بچ ایاناں
تھوڑا بہتا شعر سخن دا گھاٹا وادھا جاناں

اس حوالہ سے مرتب کا خیال ہے کہ پنجابی زبان میں ''بچ'' کا لفظ عام طور پر افراط کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے فلاں بندہ بچ کے کنجوس ہے یا فلاں بندہ بچ کے سخی ہے۔ اس طرح بچ ایانا ترکیب کا مطلب ہے بہت کم علم رکھنے والا۔ لیکن مرتبین کا کیا کیا جائے کہ انہوں نے اتنے فصیح اور پر مغز لفظ کو ''پیچ'' میں بدل دیا ہے:

میرے نالوں ہر کوئی بہتر میں ہاں نیچ ایاناں
تھوڑا بہتا شعر سخن دا گھاٹا وادھا جاناں

''نیچ'' کے لفظ نے شعر کے ابلاغی حسن کو بُری طرح مجروح کیا ہے۔ اس لفظ میں کراہت کا قرینہ موجود ہے۔ جب کہ میاں صاحب کے لیے یہاں کراہت پیدا کرنا سرے سے مقصود نہیں۔

اسی طرح ایک اور جگہ مرتب نے مندرجہ ذیل شعر پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا ہے:

ہک اوہناں دا لال پیارا ستا وچ قبر دے
لال دوجا ہے کھاندا پھردا دھکے ہر اک در دے

مرتبین نے اس شعر کا دوسرا مصرعہ اس طرح درج کیا ہے:

دوجا کنبدا لکدا پھردا جیونکر پانول کتا

''پانول کتا'' خارش زدہ کتے کو کہتے ہیں۔ میاں صاحب کے شعری اسلوب سے شناسائی رکھنے والے حضرات جانتے ہیں کہ میاں صاحب کا اپنی ذالت کے لیے اس کراہت آمیز تشبیہ کا لانا امر محال ہے۔ اس طرح کی علمی و ادبی بحث کرنے کے بعد موصوف لکھتے ہیں کہ مرتبین سے مجھے بڑی شکایت ہے کہ اُنہوں نے الفاظ اور ترکیب کے معاملے میں میاں صاحب کے شعری اسلوب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ یہ حقیقت ہمیشہ زیر نظر رہنی چاہیے کہ میاں صاحب انکساری کا مضمون باندھتے تو شرف انسانی کو کبھی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتے۔''

''اصلی اور جعلی اشعار کا تقابلی جائزہ'' کے عنوان سے جو اشعار مرتب نے درج کیے ہیں اور پھر ان اشعار کے بارے میں بڑے وثوق کے ساتھ جو بات کی ہے وہ نہ صرف تسلیم کرنے کے قابل ہے بلکہ حق اور سچ پر مبنی ہے۔ مستزاد یہ کہ چیچی صاحب کو نہ صرف سیف الملوک کی کہانی پر عبور حاصل ہے بلکہ وہ شعر کو اس کے اصل منظر نامے اور سیاق و سباق میں رکھ کر پرکھتے ہیں۔ اُنہوں نے حالت پیری میں پورے تین برس صرف کر کے میاں محمد بخش کی

سیف الملوک کو از سرِ نو درست مرتب کر کے پنجابی ادب سے محبت رکھنے والوں کی دعائیں لی ہیں۔ جو کوئی جس کسی کا عاشق ہوتا ہے وہ صرف اسی کی بات کرتا ہے کے مصداق چودھری اسمٰعیل نے خود کو میاں محمد بخش کا سچا عاشق ہونے کا ایک اعلیٰ اور منفرد ثبوت دیا ہے۔ اُنھوں نے ہر لفظ کو پرکھ تول کے بعد مرتب کیا ہے بلکہ کہیں کہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ میاں محمد بخش کے پاس بیٹھ کر اور ان سے پوچھ پوچھ کر سیف الملوک کے اس نسخہ کو مرتب کر رہے ہوں۔

مختصراً یہ کہ چودھری محمد اسمٰعیل چیچی نے اپنی ذات کو میاں محمد بخش کی تصنیف سیف الملوک کی روح میں جذب کر کے عشق کا جو سفر طے کیا ہے اور جن منزلوں سے گزرے ہیں اور پھر سفر العشق میں بیان کی گئیں غور و فکر کی باتوں کو اپنی روح کے ساتھ ہم آہنگ کیا اور پھر پنجابیوں کے لیے ایک دولت گم گشتہ کو دریافت کیا ہے جس پر ہم سب کو فخر ہے اور فخر کیوں نہ ہو کہ ہماری ایک ایسی کلاسیکی تحریر جسے پبلشروں اور جلدی برتنے والے محققین نے گھن لگا دیا تھا اب وہ کلاسیک کبھی بھی کسی ایسے مترجم، محقق یا پبلشر کے ہتھے نہیں چڑھے گی جو اس کے ساتھ اپنی مرضی کا سلوک کرتا پھرے۔

اس کتاب کو ڈاکٹر محمد رفیع الدین ریسرچ سنٹر، گورنمنٹ کالج میر پور آزاد کشمیر کی جانب سے شائع کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اس ریسرچ سنٹر کی پہلی کاوش ہے۔ (اس کتاب سے شروعات کر کے اس ریسرچ سنٹر کی بنیادیں خوبصورتی اور برکت کا مرقع بن گئی ہیں) جس شخصیت کے نام پر یہ ریسرچ سنٹر قائم کیا گیا ہے اس کی علمیت اور ادبیت کی گواہی ایک زمانہ دیتا رہا ہے اور اس کا نام علم و فلسفہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس پر پی۔ ایچ۔ ڈی سطح پر دو مقالے بھی لکھے جا چکے ہیں۔ اب سیف الملوک کے تدوین شدہ نسخہ کی اشاعت نے اس ادارہ کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے ہیں اور محمد اسمٰعیل چیچی نے اس ادارہ کی پہلی اینٹ رکھ کر اس کی بنیادوں کو صدیوں کے لئے مضبوط اور روشن کر دیا ہے۔